رمضان شریف اس کے روزے اور عید سے متعلق
کچھ ضروری احکام شرع جاننے کے لیے ایک مختصر رسالہ
بنام
رمضان کا تحفہ
مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی
https://t.me/maktabefikreraza/
اسلامی کتب خانہ
دھونرہ، ضلع بریلی شریف یو، پی

سواد اعظم اہلِ سنت و جماعت

یارسول اللہ ﷺ

(مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد)

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے

چنین و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں ہے زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھے بھی وہاں تمہارے لیے

از: امام اہل سنت، امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان شریف اسکے روزے اور عید
سے متعلق کچھ ضروری احکام شرع جاننے کے لئے ایک مختصر رسالہ

بنام

رمضان کا تحفہ

مرتب

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

ناشر

اسلامی کتب خانہ

دھونرہ، ضلع بریلی شریف یو، پی

پن کوڈ 243204

موبائل نمبر 09319295813, 8899240400

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رمضان شریف اسکے روزے اور عید
سے متعلق کچھ ضروری احکام شرع جاننے کے لئے ایک مختصر رسالہ

بنام

رمضان کا تحفہ

مرتب

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

ناشر

اسلامی کتب خانہ

دھونرہ، ضلع بریلی شریف یو،پی
پن کوڈ 243204
موبائل نمبر 8899240400, 09319295813

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ساری تعریفیں خوبیاں اور بلندیاں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت پوجا اور پرستش کے لائق نہیں۔ وہ سب کو دیتا ہے کسی سے کچھ لیتا نہیں سب اس کے محتاج ہیں اور سب کو اس کی ضرورت ہے اسے نہ کسی کی ضرورت ہے نہ وہ کسی کا محتاج، سب کے لئے موت وفنا ہے اس کے لئے موت وفنا نہیں وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔

کروروں درود وسلام اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ان پر جو سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے وہ نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں وہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کے ذکر سے زمین وآسمان بھرے ہوئے ہیں اور ان کے چرچے ہر کان تک پہونچے ہوئے ہیں ان کی آل واولاد، صحابیوں اور ساتھیوں پر جو خدائی فوجوں کے سپہ سالار ہیں اور ہر اسلامی گروہ کے سردار ہیں۔

رمضان کے روزے کب فرض ہوئے

مدینے شریف میں ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے مہینے میں رمضان کے روزے فرض کیے گئے۔ معلومات میں اضافے کے لئے ہم نے یہ بات لکھ دی ویسے عام لوگوں کو ان باتوں میں زیادہ دلچسپی نہیں لینا چاہیئے کہ کب کیا ہوا اور کیوں ہوا اور کیسے ہوا ایک مسلمان کے لئے اتنا جان لینا کافی ہے کہ اس کے لئے کیا جائز ہے اور کیا ناجائز کیا حرام ہے اور کیا حلال کیا ضروری ہے اور کیا غیر ضروری کیا زیادہ ضروری اور کیا کم ضروری۔

جو لوگ نماز روزے وغیرہ کے دینی اسلامی مسائل حرام وحلال جائز وناجائز سے تو دلچسپی نہیں رکھتے اور نہ ہی انھیں سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ہر وقت اسی کھوج

ہین تلاش وجستجو اور پوچھ تاچھ میں لگے رہتے ہیں کہ یہ کب ہوا؟ وہ کب ہوا؟ یہ کیوں ہوا؟ اور یہ کیسے ہوا؟ اور وہ کیسے ہوا؟ ایسے لوگ اکثر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اور گمراہ و بددین آدمی کی یہ بھی ایک پہچان ہے کہ وہ دینی اسلامی احکام و مسائل سے دلچسپی نہ رکھتا ہو تاریخی باتوں اور کیوں؟ کب؟ اور کیسے؟ میں ہر وقت لگا رہتا ہو۔ کرتا کچھ نہ ہو اور پوچھتا زیادہ ہو۔ اسلامی مسائل کے معاملے میں کرید اور باریکیوں میں جانے سے بھی عام لوگوں کو بچنا چاہیئے

رمضان کے روزوں کی اہمیت

رمضان کے روزے اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک بنیاد اور سب سے زیادہ اہم اور ضروری احکام میں سے ایک حکم ہے۔ جان بوجھ کر رمضان کے روزے نہ رکھنے والا صحیح معنی میں مسلمان نہیں ہے۔ صرف ایک روزہ رکھ کر بے وجہ توڑ دینے کی دنیا میں سزا جسے کفارہ کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے۔ یا پھر ساٹھ روزے لگاتار رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے اور توبہ کرے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اور سیکڑوں حدیثوں میں رمضان کے روزوں کا ذکر موجود ہے اگر کوئی شخص رمضان کا صرف ایک روزہ جان بوجھ کر چھوڑ دے اور سال کے ۳۶۰ دن روزے رکھے تو وہ اس کا بدلہ نہیں ہو سکتے جس کے فرائض پورے نہ ہوں اس کا کوئی نفل قبول نہیں ہے۔

رمضان میں روزے نہ رکھنا تو بہت بڑا گناہ اور سخت حرام ہی ہے لیکن ان کی فرضیت کا انکار کرنا یعنی یہ کہنا کہ یہ کوئی ضروری کام نہیں ہے، کفر ہے اور یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے ایسے ہی روزوں کی یا روزے داروں کی روزے کی وجہ سے ہنسی اڑانے، مزاق بنانے والا بھی مسلمان نہیں رہتا جیسے کچھ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ روزہ

وہ رکھے جس کے گھر میں کھانے کو نہ ہوایسا کہنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔
ایسے ہی یہ مثال دینا کہ نماز پڑھنے گئے تھے روزے گلے پڑ گئے یہ بھی کلمۂ کفر ہے۔

روزے کی حکمتیں

روزے میں دینی اخروی فائدوں کے ساتھ دنیاوی فائدے بھی بہت زیادہ ہیں غیر مسلم دانشمندوں نے بھی اسلامی روزوں کی تعریف کی ہے روزے رکھنے سے بھوکے پیاسے رہنے کی اور بھوک پیاس کو برداشت کرنے کی عادت پڑتی ہے جو انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے روزے رکھنے سے کھانے پینے کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے صحیح بات یہ ہے کہ بھرے پیٹ پر عمدہ غذائیں وہ لذت نہیں دیتیں جو بھوکے اور خالی پیٹ والے کو گھٹیا قسم کی غذاؤں میں حاصل ہوتی ہے ایک غریب روزے دار کو دن بھر روزہ رکھ کر شام کو ایک گلاس پانی سادہ سالن اور روٹی کے دو لقموں میں جو مزہ آتا ہے وہ امیروں رئیسوں نوابوں بادشاہوں کو سیکڑوں طرح کے کھانے سجے دستر خوانوں پر نہیں آتا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس پر چاہتا ہے فرماتا ہے۔

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تو یہ کہتے یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے بھوک عطا فرمائی مریدوں نے عرض کیا کہ بھوک کا شکر کرتے ہیں کھانے کا شکر نہیں کرتے تو فرمایا اگر بھوک نہ ہوتی تو کھانے میں مزہ نہ آتا۔

روزہ رکھنے سے انسان بھوکا رہتا ہے اور اسے بھوک اور پیاس کی پریشانی محسوس ہوتی ہے تو بھوکے لوگوں کو کھلانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے روزہ رکھنے میں ڈاکٹری اور طبی فائدے بھی بہت زیادہ ہیں روزے اور ان کی بھوک بہت بیماریوں کو ختم کرتی ہے جسم کو صاف کرتی اور نکھارتی ہے پیٹ کی گندگی آلائشیوں بیماری کے کیڑوں اور جراثیم کو جلاتی ہے لیکن سحری وافطار کے وقت ٹھونس کر کھانا کھانے والے یارات میں بار بار کھانے والے روزے کی طبی اور جسمانی فائدے پورے طور پر نہیں پاتے۔

گیارہ مہینے کام ایک ماہ آرام

یہ ایک مشورہ ہے کوئی شرعی حکم نہیں کیونکہ بہت سے لوگ رمضان میں کام دھام کی وجہ سے یا تو روزہ رکھ ہی نہیں پاتے یا رکھتے ہیں تو ان پر بہت بھاری پڑتا ہے۔ اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ رمضان میں اتنا ہی کام کرے جو روزہ رکھ کر آسانی سے کر سکے لہٰذا گیارہ مہینے کام کریں کمائیں اور ہو سکے تو رمضان میں آرام و اطمینان سے روزے رکھیں اور اس ماہ مبارک کو عبادت وتلاوت میں گذاریں۔

آج کل اکثر لوگ جو کام دھندے کے لئے پاگل سے بنے گھوم رہے ہیں یہ پیٹ کی دو روٹی اور تن کے دو کپڑوں کے لئے نہیں بلکہ انھوں نے اپنے شوق ارمان اور خرچ بڑھا لیے ہیں ان کی پورتی کے لئے انھیں رات دن فرصت نہیں ہے۔

آج کل بیاہ شادی رسوم ورواج کھانے پہننے اور اوڑھنے بچھونے گھر مکان بنانے کے کتنے خرچ تو وہ ہیں جو آدمی ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ شان شیخی دکھانے یاروں دوستوں کے کہنے سننے کی وجہ سے کرتا ہے کہ ایسا نہیں کروں گا تو لوگ کیا کہیں گے یہ نہیں ہوگا تو لوگ کیا کہیں گے یہ سب بڑے بے وقوف لوگ ہوتے ہیں کہ دوسرے کے کہنے سننے میں آکر اپنے آپ کو برباد کر لیتے ہیں۔

بہر حال ہمارا مشورہ ہمارے بھائیوں کے لئے یہ ہی ہے کہ جہاں تک بن پڑے گیارہ مہینے کمائیں اور رمضان کا مہینہ نماز اور ذکر شکر عبادت وتلاوت میں گھر پر گذاریں رمضان میں جہاں تک ممکن ہو سفر سے بھی بچیں۔

اور جو شخص رمضان میں روزہ رکھنے والے نوکر نوکرانیوں یا کوئی افسر اپنے ماتحت روزے دار ملازمین کے ساتھ نرمی اور آسانی کا برتاؤ کرے ان سے کم سے کم کام لے یا اللہ توفیق وسعت اور ہمت دے تو بے کام کے تنخواہ اور اجرت دے

دے تو ایسا شخص بڑے اجر کا مستحق ہے اور صاحب ایمان ہو تو یقیناً وہ جنت کا حقدار ہے اور امید ہے کہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس کو بہت نوازے گا۔

روزہ کسے کہتے ہیں

پچھلی امتوں میں روزے رکھنے کی مختلف شکلیں اور صورتیں رہی ہیں لیکن شریعت محمدی میں روزہ دن میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب یعنی سورج ڈوبنے کے وقت تک کھانے پینے پیٹ یا دماغ میں کوئی غذا یا دوا داخل کرنے، جماع وصحبت یعنی ہم بستری سے خود کو باز رکھنے اور روکنے کا نام ہے۔ روزے میں اللہ کی عبادت کی نیت کرنا بھی ضروری ہے یعنی دل سے یہ خیال کرنا کہ میرا بھوکا پیاسا رہنا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کو راضی کرنے کے لئے ہے۔ اگر کوئی شخص پورے ایک دن ایک رات بے ہوش یا سوتا رہا یا اس کو مجبوراً دن میں بھوکا پیاسا رہنا پڑا کوئی چیز کھانے پینے کی مل نہ سکی یا کسی نے ہاتھ پاؤں باندھ کر ڈال دیا اور بر بنائے مجبوری کچھ کھا پی نہ سکا تو یہ پیٹ میں کچھ نہ جانا بھوکا پیاسا رہنا روزہ نہیں کہلائے گا کیوں کہ دل میں روزے اور عبادت کی نیت نہیں ہے۔

یہاں یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ نیت نماز کی ہو یا روزے کی وہ دل کے ارادے کا نام ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے زبان سے کچھ بھی نہ کہے صرف دل سے ارادہ کرلے کہ میں یہ کام خدا کی عبادت اور رضا کے لئے کر رہا ہوں تو یہ کافی ہے اور اسی کو نیت کہتے ہیں۔ نماز یا روزے کی نیت کے جو الفاظ وکلمات رائج ہیں یہ سب حضور اور آپکے صحابہؓ وتابعین کے زمانے کے بعد رائج ہوئے ہیں اور صرف مستحب اور اچھے ہیں ضروری نہیں ہیں۔

آج کل کچھ لوگ زبان سے ادا کیئے جانے والے نیت کے الفاظ کو فرض و

واجب اور ضروری سا سمجھنے لگے ہیں اور کسی لفظ میں کوئی معمولی الٹ پھیر یا تبدیلی آجائے تو طوفان کھڑا کر دیتے ہیں یہ سب اَن پڑھ اور نا سمجھ لوگ ہوتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ معمولی الفاظ کی تبدیلی یا الٹ پھیر تو اپنی جگہ نماز روزے وغیرہ کسی عمل کی نیت میں اگر زبان سے بالکل کچھ بھی نہ کہے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

ہاں جو لوگ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنے کے بالکل قائل ہی نہیں اسے ناجائز حرام و بدعت کہتے ہیں وہ بھی جہالت میں مبتلا ہیں زبان سے الفاظِ نیت ادا کرنا زمانہ رسالت مآب میں اگر چہ رائج نہ ہو لیکن ثابت ضرور ہے ان کو سمجھانے کے لئے ہم صرف ایک قرآن کی آیت اور کچھ احادیث رسول لکھے دیتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قرآن کریم میں ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِی وَنُسُکِی وَمَحیَائی وَمَمَاِیَ لِلّٰهِ رَبِّ اَلعَالَمین

تم (اپنی زبان اور منہ سے) کہو کہ میری نماز اور ہر قسم کی عبادتیں اور میرا مرنا اور میرا جینا سب اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

(پارہ نمبر ۸ رکوع نمبر ۷)

یعنی جو کام اللہ کی رضا اور اسکی عبادت کے طور پر کیا جائے اس کا اظہار زبان سے بھی کیا جا سکتا ہے کہ ہم یہ کام اللہ کے لئے کر رہے ہیں

حدیث پاک میں ہے کہ ایک صحابی رسول حضرت سیدنا سعد بن عُبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کا وصال ہوا تو انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوا ہے ان کی روح کو ثواب پہونچانے کے لئے کونسا صدقہ بہتر ہے حضور نے فرمایا۔ ''پانی بہتر ہے'' تو انھوں نے ایک کنواں کھدوایا اور اسکے پاس کھڑے ہو کر زبان سے یہ الفاظ کہے:

هٰذِہٖ لِاُمِّ سعد...... یہ میری ماں کے لئے ہے۔
یعنی اس سے جو لوگ فائدہ اٹھائیں اس کا ثواب میری ماں کو پہونچتا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب فضل الصدقہ ۱۶۹)

تو بات صاف ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا اگر ناجائز ہوتا تو حضرت سعد کنویں کے پاس کھڑے ہو کر منھ سے یہ نہ کہتے کہ "یہ کنواں میری ماں کے لئے ہے" کیوں کہ کنواں انھوں نے ماں کے ایصال ثواب کی نیت ہی سے کھدوایا تھا پتہ چلا کہ کسی کارِ خیر کو کرنے کے لئے دل کے ارادے کے ساتھ زبان سے کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانی کے دو مینڈھے سینگ والے چتکبرے خصی کیے ہوئے ذبح کیے اور ذبح کے وقت قربانی اور ذبح کی دعا پڑھنے کے بعد فرمایا:

هٰذَا عَنِّي وَعَن منَ لَم يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي
یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جنہوں نے قربانی نہ کی۔ (مشکوۃ صفحہ ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے اس کے باوجود سرکار کا زبان سے یہ فرمانا کہ یہ قربانی میری اور امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کسی نہ کسی شکل میں زبان سے الفاظ نیت کی ادائیگی پیغمبر اسلام اور آپ کے صحابہ سے ثابت ہے پھر اس کو ایک دم بدعت اور ناجائز کہہ دینا مذہب سے ناواقفی ہے۔

رمضان کے روزے کس پر فرض ہیں

ہر مسلمان مرد عورت جو سمجھدار اور بالغ ہو اس پر رمضان کے روزے فرض ہیں نابالغ بچے اور پاگل پر روزے فرض نہیں ہیں۔ عورتوں کو ان کے ماہواری (M.C.) کے دنوں میں روزے رکھنے کی اجازت نہیں ہے رمضان کے بعد ان روزوں کی قضا کرے۔ جو کمزور عورت حمل یعنی پیٹ سے ہو یا بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزے رکھنے کی وجہ سے اپنی یا بچے کی جان جانے یا سخت بیماری کا خطرہ محسوس کرے وہ روزے قضا کر سکتی ہیں۔ یوں ہی ہر بیمار اور کمزور آدمی رمضان کے روزے رکھنے کی وجہ سے بیماری خطرناک ہونے یا جان جانے کا صحیح گمان کرے اس کو بھی روزے قضا کرنے کی اجازت ہے۔

جو شخص شرعاً مسافر ہے اس کو قرآن و حدیث میں رمضان کے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن سفر میں اگر آرام ہو کوئی خاص پریشانی نہ ہو تو روزہ رکھ لینا ہی بہتر ہے۔ ہاں اگر نہ رکھے تب بھی وہ گنہ گار نہیں ہے جب کہ رمضان کے بعد قضا کر لے۔

جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے اتنا کمزور ہو گیا کہ اس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور آئندہ صحیح ہونے کی بھی کوئی امید نہیں اس پر روزے معاف ہیں لیکن ہر روزے کے بدلے فدیہ دینا اس پر واجب ہے۔ اور فدیہ یہ ہے کہ ہر روزے کے بدلے ایک محتاج کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یا ہر روزے کے بدلے صدقۂ فطر کے برابر غلہ یا روپیہ خیرات کرے۔ جو زیادہ صحیح تحقیق کے مطابق تقریباً ۲ کلو ۴۵ گرام گیہوں ہے آج کل صحیح معنی میں ضرورت مند محتاج و مسکین نہیں ملتے عام طور سے پیشہ ور فقیر ہیں ان میں بھی زیادہ تر بے نمازی فاسق و بدکار، غنڈے، لفنگے جواری اور شرابی تک ہیں لہٰذا دینی مدرسوں کے طلبہ اور ضرورت مند مستحق مسجد

کے اماموں اور مؤذنوں کو اس قسم کی رقمیں یا غلے دیدیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔
وہ عورتیں جن کے شوہر انتقال کر گئے اور انھوں نے دوسرا نکاح بھی نہ کیا ایسے ہی وہ گھر جن میں ایک ہی کمانے والا تھا وہ بھی بیمار ہو گیا اس قسم کے لوگ اگر صاحب جائیداد نہ ہوں صدقات و خیرات و زکوۃ کے مستحق ہوں ایسوں کو تلاش کر کے دینا چاہیئے پیشہ ور مانگنے والوں سے ایسے ضرورت مندوں کو دینا زیادہ ثواب کا کام ہے۔ اور ان لوگوں کو بھی لینے میں شرم نہیں کرنا چاہیئے آج کل کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ بے ایمانی خیانت اور قرض و ادھار لے کر نہ دینے کے عادی ہیں لیکن اگر کوئی زکوۃ صدقہ خیرات یا فدیئے کی رقم دے تو اس کو لینے میں اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی بھول ہے۔
اگر کوئی شخص زکوۃ، فطرہ، صدقہ وغیرہ خیرات کا مستحق اور ضرورت مند ہو لیکن لینے میں شرم محسوس کرے تو اس کو بتایا نہ جائے کہ یہ زکوۃ خیرات ہے ھدیہ تحفہ نیوتا وغیرہ جس نام سے چاہیں دیدیں آپ کی زکوۃ، فدیہ، کفارہ ادا ہو جائیں گے۔ اور جس بوڑھے کے تندرست ہونے کی امید نہ ہو اور ساتھ ہی غریب و نادار فدیہ دینے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ توبہ و استغفار کرتا رہے اس کے لئے روزے معاف ہیں۔ (خزائن العرفان)

کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اور کن سے نہیں

کھانے پینے، مرد و عورت کے صحبت کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر روزے دار ہونا یاد نہ ہو بھول اور دھوکے میں یہ کام ہوئے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ بیڑی سگریٹ، حقہ سگار پینے پان تمباکو سُرتی، گٹکھا کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پان کی پیک تھوک دی پھر بھی روزہ نہ رہا کان میں تیل یا دوا ڈالنے سے بھی روزہ ٹوٹ

جاتا ہے۔ پانی اگر کان میں پہنچ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لوبان، اگربتی وغیرہ کا دھواں ناک یا منہ میں چلا جائے اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ عورت کو صرف چھونے چھیڑنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر انزال ہوا یعنی منی نکل گئی تو روزہ جاتا رہا۔ روزے کی حالت میں سویا اور احتلام ہوگیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ روزے میں بحالت مجبوری انجکشن لگوایا جاسکتا ہے خواہ رگ میں لگے یا گوشت میں بر بنائے مجبوری گلوکوز وغیرہ کی بوتلیں بھی چڑھائی جاسکتی ہیں لیکن جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنا بہتر ہے۔

الٹی، قئے اگر ازخود ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر جان بوجھ کر قصداً قے کی تو اگر منہ بھر کر ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسواک کرنے، خوشبو سونگھنے، آنکھ میں سرمہ لگانے یا دوا ڈالنے سر یا بدن پر تیل یا بام ملنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کریم یا پاؤڈر ویسلین یا مہدی لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا دانتوں میں منجن ملنے یا برش کرنے سے بچنا چاہیئے اگر کیا اور پیٹ اور حلق میں کوئی چیز نہ گئی تو روزہ نہیں جائے گا لیکن احتیاط مشکل ہے اس لئے بچنا بہتر ہے۔

ناپاک رہنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ دن بھر ناپاک رہے لیکن یہ ناپاک رہنا مومن کی شان نہیں کیونکہ اس طرح نمازیں قضا ہونگیں۔ پاکی اور ناپاکی کا تعلق روزے سے نہیں بلکہ نماز اور قرآن کی تلاوت وغیرہ سے ہے

رات میں یعنی جن اوقات میں روزے داروں کے لئے کھانا پینا جائز ہے ان اوقات میں میاں بیوی کا ہم بستر ہونا اور صحبت کرنا بھی جائز ہے۔

روزے کے مکروہات

مکروہ کا معنی و مطلب وہ کام ہیں کہ جن کے کرنے سے روزہ تو نہیں ٹوٹتا لیکن ثواب میں کمی ہوتی ہے اور بار بار ایسا کرنے سے گنہگار اور عذاب کا حقدار ہوتا ہے۔

جھوٹ، بدی، غیبت، چغلی کھانا، گالی دینا، بے ہودہ باتیں کرنا یہ سب کام ناجائز گناہ ہیں روزے میں اور زیادہ گناہ اور ان سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے اور اس کا نور جاتا رہتا ہے۔

بے ضرورت کسی چیز کو چکھا یا چبایا اور تھوک دیا اور حلق، گھانٹی میں اس کا کوئی حصہ نہ گیا تو ایسا کرنا روزہ میں مکروہ ہے اور اگر کچھ حصہ گلے میں اتر گیا تو روزہ نہ رہا۔

کھانا پکانے والی عورت اگر اس کا شوہر یا مالک بدمزاج اور ظالم ہے تو وہ نمک چکھ سکتی ہے جب کہ فوراً تھوک دے۔

کوئی ایسی چیز خریدی کہ بغیر چکھے خریدنے سے نقصان ہو سکتا ہے تو چکھ کر دیکھ سکتا ہے فوراً تھوک دینا یہاں بھی ضروری ہے

بیوی کو چومنا، چھونا، گلے لگانا روزے میں مکروہ ہے جب کہ یہ خطرہ ہو کہ ایسا کرنے سے بے قابو ہو جائے گا اور اپنے اوپر کنٹرول نہیں کر سکے گا اور ہم بستری کر بیٹھے گا اور یہ خطرہ نہ ہو اور اپنے اوپر پورا بھروسہ ہو تو چومنا چھونا لپٹنا جائز ہے۔ مگر اپنے نفس پر بھروسہ کرنا نہیں چاہیے۔ شیطان انسان کا دشمن ہے اور وہ ہر وقت ساتھ لگا ہے۔

ایسی خوشبو جس میں دھواں نہ ہو اس کو سونگھنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔ دھویں دار خوشبو بھی اگر ناک میں آجائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہاں خوب زور لگا کر قریب سے قصداً جان بوجھ کر اتنا سونگھنا کہ دھواں حلق یا دماغ میں پہنچ جائے روزے کو توڑ دیتا ہے۔

نوٹ: روزے سے متعلق مسائل بہت زیادہ ہیں، ہم نے اس کتابچے میں روزانہ پیش آنے والے کچھ مسائل ہی ذکر کئے ہیں تفصیل و تحقیق کے لئے بڑی بڑی اسلامی فقہی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیئے یا علمائے کرام سے معلوم کرنا چاہیئے۔

تراویح کی نماز سے متعلق کچھ ضروری باتیں

رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح کی نماز عشاء کے فرضوں کے بعد مردوں اور عورتوں کے لئے سنت مئوکدہ ہے جو چھوڑنے کی عادت ڈالے وہ گنہ گار ہے کبھی کبھار چھوٹ جانے میں گناہ نہیں اور اس کی جماعت سنت کفایہ ہے اگر سب لوگ گھروں میں پڑھیں مسجد میں جماعت ہی نہ تو سب گنہ گار ہوں گے اور اکثر لوگ مسجد میں جماعت سے ادا کریں اور کوئی شخص گھر میں پڑھے تو وہ گنہ گار نہیں۔ لیکن پانچوں وقت فجر وظہر وعصر ومغرب وعشاء کی نماز کی ادائیگی مذہب اسلام میں سب سے اہم فریضہ ہے۔ ایک وقت کی نماز چھوڑنا بھی بڑا حرام ہے اور بے وجہ جماعت چھوڑنے کی عادت بھی گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ تراویح پڑھے تو پوری روزانہ مہینے بھر یا پھر کسی دن نہ پڑھے اور پابندی نہ کر پانے کی وجہ سے بالکل نہیں پڑھتے یہ ان کی غلط فہمی نادانی اور جہالت ہے صحیح بات یہ ہے کہ جس دن پڑھی جائیگی اس دن کا ثواب ملے گا اور جس دن نہیں پڑھی اس دن کا ثواب نہیں ملے گا اور بے مجبوری چھوڑنے کی عادت، ڈالے تو گنہ گار ہوگا۔

عورتوں کے لئے بھی تراویح سنت مؤکدہ ہے لیکن انہیں مسجدوں میں جانے کی اجازت نہیں گھروں میں ادا کریں۔ جماعت بھی کر سکتی ہیں۔ لیکن عورت امامت نہ کرے کوئی مرد کرے جب کہ اس جماعت سے مسجد کی جماعت پر خاص فرق نہ پڑے اور جماعت میں اگر مرد، بچے اور عورتیں سب ہوں تو امام کے پیچھے مرد پھر بچے پھر عورتیں کھڑی ہوں۔ عورتوں کی امام اگر عورت ہو تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن کراہت کے ساتھ

کچھ لوگ رمضان میں شروع کے چند دنوں میں حافظ سے تراویح میں پورا قرآن سن لیتے ہیں اور پھر باقی دنوں میں تراویح کے وقت میں آزاد گھومتے ہیں یہ ایک غلط طریقہ اور رواج ہے اُن پر باقی دنوں کی تراویح چھوڑنے کا وبال رہے گا، تراویح میں صرف قرآن سننا پڑھنا ہی سنت نہیں بلکہ پورے مہینے تراویح پڑھنا بھی سنت ہے اور کئی کئی پارے ایک دن میں پڑھکر چند دنوں میں قرآن ختم کر دینا بھی مناسب نہیں ہے بہتر اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ ایک پارے سے کچھ زیادہ روزانہ پڑھتے رہیں اور ستائیسویں شب میں قرآن ختم کریں۔ اسی میں حکمت و مصلحت ہے اور یہی صحابہ کرام سے مروی ہے۔

نماز میں زیادہ لمبی قرأت مکروہ ہے

نماز میں اتنی لمبی قرأت کہ عام نمازی رنجیدہ پریشان ہوں پسندیدہ نہیں ہے بلکہ مکروہ وممنوع ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث پاک میں ہے ایک صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل اپنی قوم کو نماز پڑھاتے عشاء کی نماز میں سورۃ بقر تلاوت کی کچھ لوگوں نے حضور سے شکایت کی تو حضور ناراض ہو گئے اور تنبیہ فرمائی

اَفَتَّانٌ یَامُعَاذ

اے معاذ کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈالتے ہو؟ (مشکواۃ باب القرأۃ صفحہ ۷۹)

اس کے علاوہ بخاری و مسلم کی ہی دوسری حدیث میں ہے حضور نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیوں کہ ان میں کمزور بیمار اور بوڑھے لوگ بھی ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو چاہے جتنی لمبی پڑھے۔ (مشکواۃ باب الامامۃ ص ۱۰۱ بخاری جلد ا ص ۹۷)

اور اسلامی مزاج یہی ہے کہ نماز کی جماعت ہو یا کوئی ذکر کی محفل اور مجلس جو

کام عام لوگوں کوشامل کر کے کیا جائے اس میں اختصار محبوب و پسندیدہ ہے۔ دین کے نام پر زیادہ دیر تک لوگوں کو روکنا انھیں الجھن و پریشانی و آزمائش میں ڈالنا ہرگز مناسب نہیں ہے اوران کی اسلامی دینی محبت کا غلط استعمال ہے۔

ہاں آپ اکیلے ہوں تو رات دن ہر وقت ذکر وشکر کریں نعتیں اور نظمیں پڑھیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر آج اس کا الٹا ہوگیا ہے اب اکیلے میں ذکر خدا حضور پر درود یا آپ کی نعت پاک پڑھنے والے تو نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پبلک کے سامنے ساری ساری رات پڑھنے اور بولنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔

حدیث میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

سَیَاتِی عَلَیْکَ زَمَانٌ کَثِیْر خُطبَائُہٗ قَلِیلٌ عُلَمَائُہٗ

ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ جس میں خطیب ومقرر زیادہ ہوں گے اور علم والے کم ہونگے۔

(یہ حدیث حضرت سیدنا اما غزالی نے ''منہاج العابدین'' میں مخلوق سے میل جول کے بیان میں نقل کی ہے)

اورسیدنا امام حسن بصری سے مروی ہے:

مَن اَمَّ النَّاسَ فِی رَمُضَانَ فَلْیَاْ خُذ بِھِمُ الیُسرُ

جو شخص رمضان میں تراویح کی نماز میں امامت کرے وہ مقتدیوں پر آسانی کرے۔

ایسے ہی حدیث کی ایک مشہور کتاب مصنف عبدالرزاق میں ہے

حضرت عمر فاروق اعظم رمضان میں تین قاری نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرماتے جوسب سے تیز قرأت کرنے والا ہوتا اس کو ایک رکعت میں تیس آیتیں پڑھنے کا حکم دیتے درمیانی قرأت کرنے والے کو پچیس آیتیں اور آہستہ ٹھہر

ٹھہر کر پڑھنے والے کو صرف ۲۰ آیتیں پڑھنے کا حکم دیتے۔ شرح صحیح مسلم مولانا غلام رسول سعیدی جلد۲ ص ۵۰۱

یہ اس زمانے کی باتیں ہیں کہ جب لوگ ذکر و تلاوت نماز و عبادت کو جان و مال بیوی بچوں سے کہیں زیادہ اچھا سمجھتے تھے۔ آج کی دنیا اور پبلک کو جمع کر کے تراویح کی نمازوں میں ایک ایک دن میں کئی کئی پارے پڑھنا یا جلسوں محفلوں میں ساری ساری رات جگانا نیاز دں فاتحاؤں میں گھنٹوں بیٹھانا قوم کو جوڑنا نہیں بلکہ توڑنا ہے اور لوگوں کو دین سے قریب لانا نہیں بلکہ دور کرنا ہے۔ خدائے تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

اور جو امام و حافظ زیادہ زیادہ قرآن پڑھنے کے لئے جلدی جلدی میں صحیح طور پر مخارج کی ادائیگی نہیں کر پاتے یا کچھ حروف و کلمات یا زیر و زبر پیش حرکات چھوڑ جاتے ہیں وہ خود بھی بڑے گنہ گار ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی کرتے ہیں اور بجائے ثواب کے عذاب پاتے ہیں اور دوسروں کے لئے باعث عذاب بنتے ہیں۔

اور بہت جلدی جلدی تیزی کے ساتھ غلط سلط قرآن کریم پڑھنے والے یا فاسق و فاجر، بے نمازی، آوارہ مزاج، آزاد خیال حافظ کے پیچھے تراویح کی نماز ادا کرنے اور قرآن سننے سے بہتر ہے کہ کسی صحیح تلاوت کرنے والے دیندار کے پیچھے تیسویں پارے کی آخری دس سورتوں سے نماز ادا کر لی جائے جیسا کہ بہت سی جگہ اس کا رواج ہے۔

ہر رکعت میں " قل ھو اللہ " شریف کی تلاوت کر کے بھی تراویح کی نماز ادا کرنا معروف ہے اور جائز ہے۔ یہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

اور اسی میں ہے کہ ہمارے زمانے میں افضل یہ ہے قرأت اتنی ہی پڑھی جائے کہ جس سے لوگ جماعت سے گھبرا نہ جائیں کیونکہ جماعت میں زیادہ لوگوں کا شریک ہونا لمبی قرأت سے بہتر ہے اور امام کو چاہیئے کہ جب ختم کا ارادہ کرے تو

ستائیسویں شب میں ختم کرے قرآن کے ختم میں جلدی کر کے اکیسویں تاریخ یا اس سے پہلے ختم کرنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیر جلد اول ص ۱۱۸

ہاں اگر صحیح طور پر قرآن کی تلاوت کرنے والا امامت کا اہل حافظ قرآن دستیاب ہو تو ایک بار پورے رمضان میں تراویح کی نماز میں ختم قرآن سنت ہے بغیر کسی خاص شرعی وجہ کے صرف آرام طلبی کی وجہ سے اس کو چھوڑنا صحیح نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

قوم کی سستی کی وجہ سے ایک قرآن عظیم کا ختم ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ سنت ہے اور جو اس سے زائد ہے وہ ترک کر دیا جائے گا کیونکہ یہ فتنہ ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ۷ ص ۴۶۸ مطبوعہ لاہور

تراویح کی نماز کی قضا نہیں ہے۔ اگر کسی دن کی تراویح رہ گئی تو دوسرے دن اس کی قضا نہیں کی جا سکتی ہاں تراویح کا وقت عشاء کی نماز سے لے کر صبح صادق تک ہے یعنی سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے جب بھی پڑھیں وہ ادا ہیں قضا نہیں۔

جس نے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں وہ وتر کی جماعت میں شریک نہ ہو تنہا پڑھے۔ ہاں تراویح کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

جس مسجد میں نیچے صحن نہ ہو، یا ہو لیکن کم ہو اور گرمی یا گرمی کے موسم میں نیچے سخت گرمی معلوم ہوتی ہو اور چھت پر ایسی چہار دیواری ہو جس سے کسی مکان کی بے پردگی نہ ہوتی ہو تو اس ضرورت کی بنا پر گرمی کے اوقات میں مسجد کی چھت پر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ اجملیہ، جلد ۲، ص ۳۹۵)

شبینہ

رمضان کی کسی ایک رات میں نفل نماز جماعت سے ادا کرتے ہیں اور اس میں ایک یا چند حافظوں سے پورا قرآن سنتے ہیں اس کو شبینہ کہتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور اس کی اجازت نہیں دی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۷ ص ۲۷۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جماعت کی جاتی ہے اور لوگوں کو شامل کر کے پورا قرآن پڑھا جاتا ہے اور وہ عام طور پر اسے بوجھ سمجھتے ہیں اور شرما شرمی میں شریک رہتے ہیں۔

صدرالشریعہ حضرت مولانا امجد علی فرماتے ہیں:

عام طور پر اس زمانے میں جو شبینہ پڑھا جاتا ہے کہ ایک رات میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے اس پڑھنے کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ جلد بازی میں حروف تو حروف الفاظ تک کھا جاتے ہیں۔ قرآن کریم کو صحیح طور پر نہیں پڑھتے اور سامعین میں کوئی لیٹا ہے کوئی چائے پی رہا ہے کچھ ایسی ہی حالت ہوتی ہے جسکی وجہ سے علماء نے شبینہ ناجائز ہونے کا حکم دیا ہے۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد نمبر ۱ ص ۲۴۰)

ہاں اگر کوئی صاحب اکیلے نماز یا بغیر نماز کے ایک رات میں ایک یا اس سے بھی زیادہ قرآن کی تلاوت کریں تو کچھ حرج نہیں لیکن جماعت میں زیادہ لمبی قرأت کی اجازت نہیں۔

سحری وافطار سے متعلق کچھ باتیں

سحری کھانا اور روزے کی افطار کرنا سنت ہے اور ان میں بڑا ثواب خیر و

برکت اور اللہ کی رحمت ہے۔ سحری میں تاخیر اور افطار میں جلدی کرنا سنت ہے لیکن ایسی تاخیر یا جلدی نہ کی جائے کہ روزے میں شک پیدا ہو جائے

کھجور یا پھر چھوارے سے افطار کرنے میں سب سے زیادہ ثواب ہے یہ نہ ہو تو پانی بہتر ہے سحری کھانا اور افطار کرنا سنت ہے اگر کوئی شخص سحری نہ کھائے افطار بھی نہ کرے ایسے ہی روزہ رکھ لے تب بھی روزہ ہو جائے گا لیکن اس کو اس سنت کا ثواب نہیں ملے گا سفر وغیرہ میں دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ افطار کے وقت کھانے پینے کی چیز حاصل کرنے کے لئے دوڑتے بھاگتے اور پریشان سے نظر آتے ہیں اور ان کے عمل سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں اگر افطار نہ کر سکے یا افطار میں تاخیر ہو گئی ہو تو روزہ نہ ہو گا حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں اگر کسی مجبوری و پریشانی کیوجہ سے افطار نہ کر سکا یا اس میں تاخیر ہو گئی تب تو کوئی پریشان ہونے کی بات ہی نہیں ہے بے وجہ جان بوجھ کر افطار نہ کرے تب بھی روزہ خراب نہ ہو گا ہاں ایسا کرنا سنت کے ثواب سے محرومی اور مکروہ ہے ہاں اگر سنت کی ادائیگی کی وجہ سے وہ افطار کا سامان تلاش کرنے کے لئے پریشان ہوتے ہیں تو یہ بڑی سعادت ہے۔

افطار کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ایک دو کھجور کھالیں یا پانی پی کر یا کھانے پینے کی کوئی اور معمولی سی چیز جلدی کھا پی کر مغرب کی نماز جماعت سے ادا کی جائے جو لوگ افطار کے وقت کھانے پینے میں لگے رہتے ہیں اور صرف اس وجہ سے مغرب کی جماعت چھوڑ دیتے ہیں بجائے ثواب پانے کے گنہ گار ہوتے ہیں افطار اتنی ہی ہونا چاہیئے کہ نماز کی پہلی تکبیر بھی فوت نہ ہونے پائے۔

جہاں لوگ گھروں سے افطار کر کے آتے ہوں وہاں ان کے انتظار میں تکثیر جماعت کے لئے مغرب کی جماعت قائم کرنے میں معمولی اور ہلکی تاخیر کر دی جائے تو کچھ حرج نہیں لیکن مغرب کی نماز میں اتنی تاخیر کہ تارے خوب چمکنے لگیں یہ

مکروہ ہے۔ یونہی بعض جگہ رمضان میں فجر کا وقت شروع ہوتے ہی جلدی نماز پڑھ لیتے ہیں تو اگر اس طرح جماعت میں نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو تو ایسا کرنے میں کچھ گناہ نہیں۔ افطار کی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمتُ وَعَلٰى رِزقِكَ اَفطَرتُ

اے اللہ میں نے تیری عبادت کے لئے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے افطار کی۔

افطار کی دعا حدیث میں کئی طرح مروی ہے ان میں کوئی سی بھی پڑھی جائے سب صحیح ہے جو عربی کے کلمات ادا نہ کرسکے وہ اردو وغیرہ میں بھی دعا پڑھ سکتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ افطار کی دعا روزہ افطار کرنے کے بعد میں پڑھی جائے اگر کوئی شخص پہلے پڑھے تو اس کو سمجھا دیا جائے لیکن اس قسم کے مسائل میں عام لوگوں کو بحث و مباحثے میں نہیں پڑنا چاہیئے نہ لڑائی جھگڑے کرنا چاہیے بس ایک دو بار سمجھا دیا جائے۔

بعض مقامات پر مسجد میں خاص نماز پڑھنے کی جگہوں پر افطار کا سامان لے کر بیٹھتے ہیں اور خوب کھاتے پیتے ہیں یہاں تک کہ مسجد کی چٹائیاں وفرش وغیرہ خراب کردیتے ہیں یہ ایک غلط طریقہ ہے مسجدوں کے اندر غیر معتکف کو کھانے پینے کی اجازت نہیں خارج مسجد مثلاً حجرے، چبوترے، دروازے یا وضو خانے یا مسجد سے متصل کسی دوکان ومکان میں افطار کریں یہ ہی بہتر ہے

افطار پارٹیاں

آج کل رمضان کے روزے کی افطار جو ایک اسلامی سنت ہے وہ ایک فیشن بن گئی ہے ان موجودہ دور کی فیشنیبل سیاسی افطار پارٹیوں سے بچنا چاہیئے ان میں کئی طرح کی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے ان افطار پارٹیوں میں اکثر جگہ دنیادار بے روزے دار لوگ دعوت دیکر بلائے جاتے ہیں یہاں تک کہ غیر مسلموں تک کو شریک کیا جاتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ جن کے روزے نہیں یا جن کے لئے روزے ہیں ہی نہیں ان کو افطار سے کیا مطلب۔ افطار ہر کھانے چاٹنے کا نام نہیں ہے افطار تو اس کھانے کو کہتے ہیں جو سارے دن بھوکا رہ کر روزے دار سورج ڈوبنے کے بعد کچھ کھاتا پیتا ہے۔ یہ بے روزے داروں اور غیر مسلموں کو افطار کے نام پر جمع کرنا افطار کرانا نہیں بلکہ اسلامی شعار کا ایک طرح سے مزاق اڑانا ہے غیر مسلموں سے دنیوی تعلقات رکھنے میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن ان کے مذہب سے خود کو بچانا اور اپنے مذہب کو ان سے بچانا ضروری ہے یعنی ان سے دنیوی ظاہرداریاں اور دوستیاں تو ہو سکتی ہیں لیکن مذہبی گھال میل نہیں ہونا چاہیئے۔

بعض جگہ تو ان افطار پارٹیوں میں یہ تک دیکھا کہ مالدار دولت مند اور سیاسی رہنما اور بے روزے داروں اور غیر مسلموں کی خوب آؤ بھگت ہوتی ہے اور نمازی روزے دار باشرع دیندار مسلمانوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی ان کی ناقدری ہوتی ہے اور انہیں بھی اپنی ناقدری کرانے میں بہت مزہ آتا ہے ورنہ یہ وہاں نہ جاتے

بعض جگہ افطار پارٹیوں میں کھڑے کھڑے یا میز کرسی وغیرہ پر بیٹھ کر جوتے پہنے کھایا پیا جاتا ہے یہ ایک دم خلاف شرع اور مکروہ ہے اور یہ صرف افطار میں ہی نہیں بلکہ ہر کھانا جو اس طرح کھایا جائے وہ ممنوع ہے۔ اور ہمارے بہت سے مسلمان بھائی اس پر فخر محسوس کرتے ہیں بات دراصل یہ ہے کہ مذہب اسلام اور اس کے شعار کو غیر مسلم بعد میں پہلے خود مسلمان مٹا رہے ہیں اور ہمارے ہی جنازے ہیں اور ہمارے ہی کاندھے ہیں۔

افطار پارٹیوں میں شریک ہوکر بہت سارے لوگ مغرب کی نماز کی جماعت ترک کر بیٹھتے ہیں بعض بعض تو سرے سے نماز ہی چھوڑ بیٹھتے ہیں اور یہ سب گناہ اور حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ آج کل کی اکثر افطار پارٹیاں روزے کی افطار کرانے کا ثواب حاصل کرنے کے لئے نہیں کی جاتی ہیں بلکہ سیاسی روٹیاں سینکنے اور مسلمانوں کو رجھانے کے ہتھکنڈے ہیں۔

ہاں اگر مسلمان لوگ آپس میں ایک دوسرے کو روزے کی افطار کرائیں خواہ گھروں میں بلا کر یا مسجدوں میں افطار کا سامان بھیج کر یا راہ گیر روزے داروں کو روک کر تو یہ سب خالص اسلامی کام ہیں اور جنت کے سامان ہیں۔

اگر کوئی غیر مسلم کسی روزے دار مسلمان کو افطار کے لئے کھانے پینے کا سامان دے تو اس کو لینا اور کھانا گناہ نہ ہوگا جب کہ اس کے احسان جتلانے یا خود احسان کیوجہ سے دبنے کا خطرہ نہ ہو اور یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ اس کو اس کا کچھ ثواب ملے گا جو مسلمان نہیں اس کے لئے آخرت میں کچھ ثواب نہیں ہاں دنیا میں انھیں کبھی کبھی ان کی نیکیوں کا بدلہ اور انعام دے دیا جاتا ہے۔ اللہ و رسول کی رحمت دنیا میں غیر مسلموں کے لئے بھی ہے لیکن آخرت و جنت تو صرف غلامان محمد مصطفیٰ کے لئے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سحری و افطار کے اعلانات

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک میں سحری و افطار کے اوقات کی اطلاع دینے کے لئے الگ سے کوئی اور طریقہ رائج نہ تھا مغرب اور فجر کی اذانیں تھیں جن سے لوگوں کو ختم سحری اور وقت افطار کا پتہ چلتا تھا۔ بعد میں

اطلاع دینے کے جو اور طریقے رائج ہوئے ان میں کوئی خلاف شرع بات نہ ہو تو کچھ حرج نہیں کیوں کہ ہر کام اگر چہ وہ زمانۂ پاک رسالت مآب میں نہ ہوا لیکن اس میں کوئی خلاف شرع بات نہ پائی جاتی ہو وہ جائز ہے سحری و افطار کے لئے بھی اگر اس قسم کی آواز سے لوگوں کو مطلع کیا جائے کہ جس میں موسیقی، گانے بجانے راگ مزامیر کا انداز نہ ہو صرف آواز ہو جس میں کوئی سُر نہ ہو جائز ہے جیسے نقارے سائرن یا سیٹی بجانا گولے داغنا بندوق چھوڑنا وغیرہ جائز ہے۔ اور اب چونکہ لاؤڈ اسپیکر سے اذانیں ہوتی ہیں جن کی آوازیں ہر شخص کو آسانی سے پہونچ جاتی ہیں تو صرف اذانوں ہی سے کام چلانا زیادہ بہتر ہے اور آوازوں کی اب کوئی خاص ضرورت نہیں ہے

لیکن آج کل رمضان کے مہینے میں جو سحری کے اعلانات لاؤڈ اسپیکر سے ہوتے ہیں ان میں ہماری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو ختم سحری سے صرف ایک گھنٹہ پہلے ہی جگایا جائے اور پھر ہر دس پندرہ منٹ کے بعد ایک دو جملے بول کر وقت بتاتے رہیں رات کے وقت میں لاؤڈ اسپیکر کے اتنے استعمال کی اجازت بہت کافی ہے۔

سحری میں ہلکی پھلکی اور معمولی غذا کھانا سنت ہے طرح طرح کے کھانے پکا کر لوازمات کے ساتھ ٹھونس کر سحری کھانا پسندیدہ نہیں ہے۔

حدیث پاک میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ سُحُورُ الْمُومِنِ اَلتَّمْر

مومن کے لئے بہترین سحری چھوہارے، کھجوریں ہیں

اس حدیث میں چھوہارے اور کھجوروں کو سحری کا بہترین سب سے عمدہ کھانا فرمایا گیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ دوسرے کھانے بھی کھائے جاسکتے ہیں لیکن حدیث

پاک سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ زیادہ بہتر وہ غذا ہے جس کو تیار کرنے پکانے کی ضرورت نہ پڑے ہاں پکائی اور تیار کی ہوئی چیزیں بھی کھائی جائیں تو ان میں زیادہ اہتمام وانتظام سے بچا جائے کیونکہ سحری میں خوب پیٹ بھر کر کھانا سنت کے خلاف ہے تو اس کے لئے کھانے تیار کرنے والی گھر کی عورتوں یا نوکروں نوکرانیوں کو آدھی رات سے اٹھانے اور جگانے کی کیا ضرورت ہے۔

بعض گھروں میں تو گرمیوں میں کھانا بنانے والی عورتوں کی ساری رات طرح طرح کے کھانے تیار کرنے میں گذر جاتی ہے یہ ان کے ساتھ ایک طرح کی زیادتی ہے اور اپنے عیش وآرام کے لئے دوسروں کو پریشان کرنا مومن کی شان نہیں۔ اور سحری میں جب ہلکی پھلکی سادہ غذائیں سنت اور زیادہ اہتمام وانتظام اور طرح طرح کے کھانے پکوانا اور کھانا غیر ضروری ہے۔تو کئی کئی گھنٹے پہلے سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ہنگامہ اور شور مچا کر مخلوق خدا کو جگانے بلکہ ستانے کی کیا ضرورت ہے۔ آدھا گھنٹہ تیار کرنے اور آدھا گھنٹہ کھانے کے لئے کافی ہے اور جو عیش پسند ساری رات طرح طرح کے کھانے پکانے پکوانے اور کھانے میں ہی گذار دیتے ہیں تو ان کی وجہ سے سب کو اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کا بے جا استعمال

سحری کھانے پکانے کے وقت مسلسل لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نعتیں نظمیں یا تقریریں سنانا یا ان کی کیسٹیں بجانا کسی صورت مناسب نہیں ہے بلکہ اس میں نقصان اور گناہ کا پہلو بھی نکل سکتا ہے۔

ہوسکتا ہے کوئی بندۂ خدا عبادت وتلاوت میں مشغول ہو اور آپ اس کے کام میں خلل ڈالتے ہوں اللہ کی عبادت اور قرآن کی تلاوت اور ذکر وشکر تسبیح وغیرہ کا یہ

سب سے عمدہ اور افضل وقت ہے۔

مسلمانوں میں بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جن پر روزے فرض نہیں مثلاً حیض ونفاس والی عورتیں، مسافر، سخت بیمار، بہت زیادہ بوڑھے، چھوٹے بچے ان کی نیند خراب کرنا ایذائے مومن ہے کچھ گھروں میں غم واندوہ رنج اور صدمے کا ماحول ہوتا ہے لاؤڈ اسپیکر کی تیز آواز ان کے لئے بڑی مصیبت سے کم نہیں ہوتی۔

جہاں آس پاس غیر مسلموں کی آبادیاں ہیں ان کو آپ کے روزے سے کیا مطلب ان کی نیندیں خراب کرنا انھیں بے مقصد پریشان کرنا خلاف مصلحت بلکہ خلاف مذہب ہے کیونکہ اس طرح ہمارے مذہب کی غلط شکل وصورت لوگوں کے ذہن میں آئے گی کہ یہ عام آدمی کو پریشان کرنے والا اور آدھی آدھی رات سے ان کی نیندیں خراب کرنے والا مذہب ہے وہ اپنے مذہبوں اور دھرموں کے نام پر کچھ بھی کریں لیکن ہمارے مذہب کی صحیح اور اصلی شکل وصورت دنیا کے سامنے آنا چاہیئے کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ہمیشہ سے غیر مسلم تو مسلمان بنتے آئے ہیں اور آج بھی بنتے ہیں لیکن کوئی مسلمان کبھی کسی دوسرے مذہب میں داخل نہیں ہوتا خیال رہے کہ یہ تبھی تک ہے جب تک ہمارے مذہب کا اصلی چہرہ دنیا کے سامنے رہے گا۔

میرے خیال میں اس وقت ہندوستان میں جتنے مذہبی اور مسلکی جھگڑے لڑائیاں اور فساد ہوتے ہیں ان میں بڑا دخل لاؤڈ اسپیکر کے بے جا استعمال کا ہے۔
اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حق پسندوں کو بھی کبھی کبھی مذہب وجان مال عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے ہتھیار اٹھانا پڑ جاتے ہیں لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مذہب لڑائی دنگوں مارکاٹ سے نہ پھیلے ہیں نہ پھیلتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکروں کی وجہ سے جھگڑے لڑائیاں مول لینا بے مقصد ہے۔

اور اب تو بہت دور تک تیز آواز پھینکنے والے مائیکروفون چل پڑے ہیں اور ہر

چھوٹی بڑی محفلوں، مجلسوں جلسوں کے لئے وہ ضروری سے ہوتے چلے جارہے ہیں یہ کوئی خوش آمیزاور اچھی بات نہیں ہے ایسا لگتا ہے کہ دین جو دلوں میں تھا وہ زبانوں پر آیا اور پھر وہاں سے نکل کر لاؤڈاسپیکر میں پہونچ گیا دل وزبان سب خالی سے ہو گئے۔

میں نے کئی جگہ کی رپورٹیں سنی ہیں کہ کسی نئی جگہ نماز شروع کی گئی تو کسی کو اعتراض نہ ہوا لیکن جب لاؤڈاسپیکر لگا کر دھانسو تقریریں وہاں کی گئیں نعتوں نظموں کی کیسٹیں بجائی گئیں تو غیر مسلموں کے کان کھڑے ہوئے اور پھر جو نماز وجماعت ہونے لگی تھی وہ بھی رکوادی گئی۔

بات کا خلاصہ اور نچوڑ اس وقت یہی ہے کہ رمضان میں سحری پکانے کھانے کے اوقات میں مختصر اعلان کے ذریعے تھوڑی دیر کے بعد لوگوں کو وقت کی اطلاع دیتے رہیں یہی کافی ہے کیسٹ لگانے اور نعتیں نظمیں اور تقریریں سنانے کے لئے یہ مناسب وقت نہیں ہے۔

اور بعض جگہ تو یہ اندھیر ہے کہ محلے یا بستی میں قریب قریب مسجدیں ہیں اور رمضان میں سحری کے وقت ہر مسجد سے تیز آواز والے لاؤڈاسپیکر کے ذریعے نعتیہ اور تقریری پروگرام نشر کئے جارہے ہیں اور آوازیں ایک دوسرے سے ٹکرارہی ہیں اور سوائے شور اور ہنگامے کے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا ہے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے دینی باتوں اور اسلامی آوازوں کے ساتھ کھلواڑ سا ہو رہا ہے۔

اور آج کل دل ودماغ کے مریضوں کی تعداد بہت تیزی سے بڑھ گئی ہے اور بڑھ رہی ہے ایسے مریضوں کے لئے تیز آوازیں سخت مضر ہیں اور یہ جو ماحول سامنے آیا ہے کہ ہر شخص فری ہے جو جب جہاں چاہے مجلسوں، محلفوں یا اعلانات کے نام پر اپنے گھر یا کسی مذہبی مقام سے لاؤڈاسپیکر لگا کر زبردستی لوگوں کو سنانا یا پریشان کرنا شروع کردیتا ہے اس پر پابندی کی سخت ضرورت ہے اور یہ مذہب کا

غلط استعمال ہے۔ اور محفلوں، مجلسوں وغیرہ میں اس قسم کے مائیکروفون استعمال کیے جائیں جن کی آواز پنڈال یا ہال میں رہے خاصکر رات کے وقت۔

ایک عظیم اسلامی بزرگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی سے بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

قرآن مجید کی تلاوت آواز سے کرنا بہتر ہے مگر نہ اتنی آواز سے کہ اپنے آپ کو تکلیف یا کسی نمازی یا ذاکر کے کام میں خلل ہو یا کسی جائز نیند سونے والے کی نیند میں خلل آئے یا کسی بیمار کو تکلیف پہونچے یا بازار یا سرائے عام ہو یا لوگ اپنے کام کاج میں مشغول ہوں اور کوئی سننے کے لئے حاضر نہ رہے گا ان سب صورتوں میں آہستہ ہی پڑھنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ ص ۳۸۳ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

مگر ایسا جہر کہ جس سے کسی کی نماز، تلاوت یا نیند میں خلل آوے یا مریض کو ایذا پہونچے ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مذکور ص ۱۸۰)

اور کوئی بھی ذکر خیر وہ قرآن کی تلاوت ہو یا نعتیں نظمیں اور تقریریں جب لوگ سننے کے لئے آمادہ تیار نہ ہوں اپنے کام کاج میں مشغول ہوں تو زبردستی انھیں نہیں سنانا چاہیئے اس سے کلام خیر کی اہمیت گھٹتی ہے اور عوام کی نظر میں ویلوکم ہوتی ہے اور ہو ہی رہی ہے خاصکر جب سے لاؤڈ اسپیکر چلا ہے۔

نماز مسجد میں اور ضروریات گھر پر

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں عام طور پر مسجدوں میں نمازیوں کی تعداد خوب زیادہ ہوجاتی ہے بھیڑ بھاڑ اور رونق میں کافی اضافہ ہوجاتا ہے خدا کرے پورے سال ایسا ہی ماحول رہے اور ہر مسلمان بھائی روزانہ کا نمازی بن جائے۔

یہاں ہمیں یہ بتانا ہے کہ اس بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے اکثر جگہ مسجدوں میں وضو کرنے یا دیگر ضروریات نماز کی ادائیگی میں دقت اور الجھن پیدا ہوتی ہے کئی جگہ کئی لوگوں کو میں نے دیکھا کہ وہ استنجا کرنے کے لئے لائن میں لگے پھر وضو کے لئے اور ان کی جماعت نکل گئی، یا کچھ رکعتیں چھوٹ گئیں اور اس سب کی وجہ لوگوں کو اسلامی معلومات نہ ہونا ہے۔

اسلامی مزاج یہ ہے کہ جماعت سے نماز تو مسجدوں میں ادا کرنا چاہیئے اور دیگر ضروریات غسل، وضو استنجا وغیرہ گھر سے کرکے آنے میں زیادہ ثواب ہے۔ پہلے زمانے میں مسجدوں میں وضو، غسل استنجا خانے نہیں بنائے جاتے تھے سب لوگ گھروں سے ہی فارغ ہوکر آتے تھے بعد میں بنائے گئے لیکن یہ بھی ان لوگوں کے لئے جو مسافر یا پردیسی ہوں۔ مقامی لوگوں کے لئے اسی میں مصلحت ہے اور اسی میں زیادہ ثواب ہے کہ وہ گھروں سے فارغ ہوکر آئیں اور پیشاب گھر یا پاخانے وغیرہ مسجد میں اتنے قریب ہوں کہ ان کی بدبو مسجد میں آتی ہے یہ بہت زیادہ بری بات ہے ایسا کرنے یا کرانے یا دیکھکر کچھ نہ کہنے والوں کو خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔

اب تو یہاں تک دیکھنے میں آتا ہے کہ بے نمازی بے غیرت لوگ مسجد میں آتے ہیں اور ان سے متصل نمازیوں کے لئے بنائے گئے غسل خانوں پاخانوں پیشاب گھروں وغیرہ میں اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں اور بغیر نماز پڑھے چلے جاتے ہیں ایسے لوگوں کو ان حرکتوں سے روکنے کے لئے اگر سمجھائے سے نہ مانے تو طاقت کا استعمال کیا جائے تب بھی بے جا نہیں ہے اور مبارک ہیں وہ طاقتیں قوتیں اور اقتدار جو دین کے لئے کام میں آئیں۔

اور جو ضروریات کی جگہیں مسجدوں کی آمدنی سے تیار کی گئی ہیں نمازیوں کو بھی نماز کے اوقات کے علاوہ ان کے استعمال سے بچنا چاہیئے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کنویں کی ممانعت نہیں ہو سکتی رسی ڈول اگر مسجد کا ہے اس کی حفاظت کریں غیر نماز کے لئے اس سے پانی نہ بھرنے دیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۸ ص ۱۱۰ مطبوعہ لاہور)

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں
اگر نل لگانے والے کی خاص مسجد ہی کے لئے نیت ہو کہ وضو غسل وغیرہ خاص نماز کے لئے طہارت ہی کے کام میں لیا جائے یا اس نل کے پانی کی قیمت مسجد کے مال سے ادا کی جاتی ہے تو اس کا پانی گھروں کو لے جانا جائز نہیں
(فتاویٰ مصطفویہ ص ۲۶۹ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

مسجدوں کو شور سے بچایئے

مسجدوں میں شور ہنگامے کرنا ان میں بحث ومباحثے اور لڑائی جھگڑے کرنا چیخنا پکارنا زور زور سے بولنا سب گناہ ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے قیامت کی نشانیوں میں سے بتایا ہے دراصل بات یہ ہے کہ اب لوگ اتنے دنیادار ہو گئے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ سے نہیں ڈرتے لیکن ان کا یہ نڈرپن انھیں عذاب الٰہی سے بچا نہ سکے گا۔

مسجدوں کو خاص کر نماز کے اوقات میں تیز آواز والے بجلی کے پنکھوں، کولروں اور جنریٹروں سے بچانا بہت ضروری ہے آج کل لوگ اس سے غافل ہیں اور یہ سراسر اسلام کے خلاف ہے اگر گرمی زیادہ ہو تو بے آواز کے یا ہلکی آواز والے پنکھوں سے کام چلا لیا جائے اور ان کی تعداد اتنی ہی رکھی جائے کہ جن سے کام چل جائے۔ تھوڑی بہت پریشانی اٹھانے کی عادت ڈالنا بھی بہت ضروری ہے خاصکر اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے لئے دنیا کی پریشانی آخرت کا آرام ہے۔

کولروں میں عموماً آواز زیادہ ہوتی ہے ان کا استعمال مسجدوں میں مناسب نہیں ہے۔ اور جنریٹر تو مسجد کے آس پاس نہیں ہونا چاہیئے۔ اور بجلی کے پنکھوں وغیرہ کا استعمال بھی بوقت ضرورت بقدر ضرورت ہی ہونا چاہیئے جب گرمی ہو تو چلائے جائیں۔

موسم کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ گرمی، سردی، نہ گرمی نہ سردی (نارمل) جب گرمی ہو تبھی ضرورت کے لائق پنکھے وغیرہ چلائے جائیں۔ اور جب گرمی نہ ہو یعنی سردی ہو یا نہ گرمی ہو نہ ٹھنڈ تو ایسے وقت چلانا بے ضرورت ہے فضول خرچی ہے اس کا خدائے تعالیٰ کے یہاں حساب بھی دینا پڑ سکتا ہے۔

ایک مرتبہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے گیا نہ گرمی تھی نہ ٹھنڈ موسم نارمل اور بہت خوشگوار تھا پنکھے چل رہے تھے دن کا وقت تھا مچھر وغیرہ بھی نہ تھے میں نے انھیں بند کر دیا تو ایک صاحب بڑے ناراض ہو کر بولے کیا آپ کو ٹھنڈ لگ رہی ہے میں نے کہا کیا آپ کو گرمی لگ رہی ہے؟ تو وہ خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

گھروں میں بھی ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے اور ہر قسم کی فضول خرچیوں سے بچنا چاہیئے۔ خیال رہے کہ زیادہ آرام طلب بن جانا پریشانیوں کو دعوت دینا ہے دکھ میں سکھ ہے اور سکھ میں دکھ آرام میں پریشانی ہے اور پریشانی میں آرام ہے۔

آج لاپرواہیوں کا یہ عالم ہے کہ گھروں کمروں اور حجروں میں باہر سے تالے پڑے ہیں اندر پنکھے چل رہے ہیں بلب جل رہے ہین کمرے بند کرنے کا دھیان رہا لیکن سوئچ بند کرنے کا دھیان نہیں رہتا یا جان بوجھ کر لاپرواہی برتتے ہیں، موسم نارمل ہے اور پنکھے کولر اور اے۔ سی چل رہے ہیں بند کمرے ہیں اور لحاف گدے بھی اور بے ضرورت ساری رات ہیٹر جلائے جا رہے ہیں راتوں میں اتنی تیز روشنیاں کی جا رہی ہیں کہ بالکل دن بنانے کی چکر میں پڑے ہیں یہ سب فضول

خرچیاں شرعاً بھی ممنوع ہیں اور بیماریوں کو دعوت دینا بھی ہے اور عادتیں خراب کر کے خود کو مصیبت میں ڈالنا بھی ہے۔

اور مسجدوں کا تو یہ حال کر رکھا ہے کہ دن بھر اپنے کام دھام کے لئے کھیتوں پیروں جنگلوں دوکانوں مکانوں اور فیکٹریوں کارخانوں میں گرمی میں سڑنے والے بھی جب مسجد میں آتے ہیں تو بجلی کا بٹن دیکھتے اور اور کھولتے آتے ہیں مسجدوں میں دس پانچ منٹ کے لئے بھی معمولی سی پریشانی برداشت نہیں ہے۔ جہاں نفس کشی ریاضت ومجاہدے ہوتے تھے اب وہ مسجدیں عیش کدے اور آرام گاہیں بنتی جارہی ہیں۔ لوگ ہوش کھو بیٹھے ہیں اب موت ہی ان سونے والوں کو جگائے گی۔

چھوٹے بچوں کو مسجدوں میں نہ آنے دیں

زیادہ چھوٹے کمسن بچے جو نماز کی اہمیت کو نہیں جانتے وہ اس کو بھی ایک طرح کا کھیل سمجھتے ہیں مسجدوں میں کود پھاند مچاتے ہیں انھیں مسجد میں آنے سے روکنا ضروری ہے انھیں نماز سکھانا اور یاد کرانا ہو تو گھروں اور مدرسوں میں سکھائی جائے جب کچھ سمجھ دار ہوں تو مسجد وں میں لایا جائے۔ حدیث پاک میں ہے: اپنی مسجدوں کو اپنے چھوٹے بچوں اور پاگلوں سے بچاؤ۔ (ابن ماجہ باب ما یکرہ فی المساجد ص ۵۵)

اسلام میں سب سے اچھا کام

اسلام مذہب میں سب سے اچھا کام خدا کے گھر یعنی مسجدوں کو بنانا انھیں آباد کرنا یا کرانا ان کی دیکھ بھال رکھنا اور پانچوں وقت کی نماز پڑھنا ہے مسجدوں کو آباد کرنے ان میں نماز پڑھانے اذان دینے ان کی صفائی ستھرائی کرنے والوں کو بھی ہر طرح خوش رکھنا چاہیے تاکہ خدا کے گھر خدا کے ذکر سے آباد رہیں۔

کچھ خانقاہوں درگاہوں پر میں نے دیکھا کہ وہاں لوگ جاتے ہیں اور وہاں کے سجادوں، پیرزادوں، مجاوروں کو لمبی لمبی رقمیں نذرانے کے طور پر دے آتے ہیں لیکن وہاں یا آبادیوں میں جو مسجدیں ہیں ان کے اماموں مؤذنوں صفائی کرنے والوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اِنہیں چاہیے کہ اُنھیں بھی ضرور نذرانے دیا کریں خیال رہے کہ مسجدوں کو آباد کرنے کرانے میں جو رقمیں خرچ ہوتی ہیں وہ اسلام میں سب سے بہتر خرچہ ہے اور اللہ کو راضی کرنے کا سب سے بہتر طریقہ آخر جو ولی اور بزرگ بنے ہیں وہ بھی اللہ کے گھروں سے اور اس کی عبادت وذکر کرنے سے بنے ہیں۔

اعتکاف کا بیان

رمضان شریف کے آخری عشرے میں مسجد جماعت میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے اگر محلے بستی کا ایک شخص ادا کرے تو سب کے ذمے سے اُتر جائے اور کوئی نہ کرے تو سب تارک سنت ہوئے۔ بیس تاریخ کو سورج ڈوبنے سے کچھ پہلے مسجد میں پہنچ جائے اور پھر ۲۹ کو چاند دیکھ کر یا ۳۰ کو سورج ڈوبنے کے بعد مسجد سے باہر آئے۔ جو اعتکاف کرے اس کے لئے ان دنوں میں ہر وقت مسجد میں ہی رہنا ضروری ہے پاخانے پیشاب، غسل فرض یا دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے، جب کہ جس مسجد میں وہ معتکف ہے اس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ اس قسم کی شرعی یا طبعی ضرورتوں کے بغیر مسجد سے باہر آنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ فنائے مسجد یعنی مسجد کے اندر کی وہ جگہیں جو نماز کے علاوہ دوسرے کاموں کے لئے بنائی گئی ہیں جیسے غسل خانہ جوتے اتارنے کی جگہ۔ ایسی جگہوں میں آنے سے اعتکاف نہیں

ٹوٹتا۔ (فتاویٰ امجدیہ جلد ۱، ص ۳۹۹)

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول، جلد ۱، ص ۵۳۵)

اعتکاف میں بیٹھنے والا مسجد کے اندر ذکر و تلاوت، نفل نماز، درود شریف وغیرہ میں مشغول رہے۔ دینی اسلامی کتابوں کا مطالعہ دین کی باتیں سیکھنا سکھانا پڑھنا پڑھانا بھی بہترین عبادت ہے اور معتکف کے لئے یہ جائز ہے، دنیوی باتیں کرنے سے بھی اعتکاف نہیں ٹوٹتا لیکن زیادہ دنیوی باتیں کرنے سے اعتکاف بے نور ہو جاتا ہے اور ثواب میں کمی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ اعتکاف میں خاموش اور چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں اور بے مقصد چپ رہنے کو عبادت و ثواب کا کام سمجھتے ہیں۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ اعتکاف میں خاموش اور چپ رہنا بھی جائز ہے لیکن اُس میں عبادت و ثواب سمجھنا جہالت و بے وقوفی ہے۔ معتکف کے لئے مسجد میں کھانا پینا لیٹنا بیٹھنا اور سونا جائز ہے۔

شب قدر کا بیان

شب قدر بڑی فضیلت والی ہے رات قرآن کریم میں ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں اور ۲۹ ویں راتوں میں سے وہ ایک رات ہوتی ہے۔ لہٰذا شب قدر کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے کافی مسلمان بھائی ان ساری راتوں میں رات بھر عبادت کرتے ہیں۔ اور جو مسلمان بھائی ساری رات جاگ کر عبادت نہ کر سکیں وہ ان راتوں کے کسی حصے کو نفل نماز، قرآن کی تلاوت، ذکر و فکر و شکر، تسبیح و تحمید و کلمہ و درود شریف میں ضرور گزاریں۔

آج کل شب قدر اور شب برأت میں بھی تیز اور دور دور تک آواز پھینکنے والے مائیکروفون لگا کر ساری ساری رات تقریروں اور نظمیں پڑھنے کا رواج ہو گیا ہے یہ سب بھی مناسب نہیں ہے اور مجھ کو اس میں کچھ بھلائی نظر نہیں آتی کہ نہ خود ذکر و عبادت و تلاوت کرو نہ دوسروں کو کرنے دو۔ اگر ہو بھی تو بغیر مائیک کے ہو یا گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے پروگرام چلا کر ایک دم خاموشی کر دی جائے اور لوگوں کو نفل نماز قرآن پڑھنے کا بھی موقعہ دیا جائے۔ اور آج کل کافی مقرروں کی تقریروں اور شاعروں کی شاعری میں کچھ نیکی نظر نہیں آتی اور نہ ہی انہیں دین سیکھنے سکھانے کا شغل کہا جا سکتا ہے سوائے جذبات و جوش اور طرح طرح کے انداز اور طرز ول کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور آج کے دور میں عبادت کے لئے بھی لاوڈ اسپیکر ضروری سا ہو گیا ہے یہ بات قابل افسوس ہے۔

چاند دیکھنے اور عید کرنے سے متعلق ایک مشورہ

عید الفطر کے چاند کے بارے میں لوگ بہت پریشان رہتے ہیں ساری ساری رات ادھر ادھر پھرتے اور جاگتے ہیں جب کہ حدیث پاک میں رسول پاک کا صاف ارشاد ہے کہ ۲۹ کو چاند دکھا جائے تو ٹھیک اگلے دن روزہ نہ رکھو عید مناؤ اور ابر و غبار کسی وجہ سے نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرو۔

اگر آپ کو یا آپ کی بستی والوں کو ۲۹ کا چاند دکھائی نہ دیا اور آپ تک شرعاً ثبوت بھی نہ پہونچا تو بھلے ہی دوسرے مقامات پر عیدیں منائی جائیں لیکن آپ نے روزہ رکھا آپ پر ہرگز کوئی گناہ نہیں جب گناہ نہیں تو پھر پریشان ہونے اور بھاگے بھاگے پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ دلوں کے حالات و خیالات کو خوب جانتا ہے اور عذاب و ثواب کی کنجی اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ پروردگار نہایت کریم و

رحیم ہے اور وہ ہر جان پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جو اس کے بس کی بات ہے۔

اور مفتیان کرام کو چاہیئے کہ جب آسمان صاف ہو تو ایک دو بستیوں کے دس بیس لوگوں کے کہنے سے چاند ہونے کا فتویٰ نہ دیں یہ ہی حکم شرع ہے اور اب تو دنیا میں جھوٹے مکار فریب کار دھوکے بازوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اور خدا ئے تعالیٰ سے ڈرنے والے کم اور نہ ڈرنے والے زیادہ ہیں۔

عام لوگوں کو چاہیئے کہ صبر وسکون سے اپنے اپنے گھروں میں رہیں بھاگے بھاگے نہ پھریں فون بازی نہ کریں جو کام جس کا ہے اس کو اسی پر چھوڑ دیں عالموں مفتیوں مولویوں کو پریشان نہ کریں کہ دہلی سے اعلان ہوگیا لکھنؤ میں چاند ہوگیا۔ میں کہتا ہوں کہ جب دہلی اور لکھنؤ میں چاند ہونے کا اعلان ہوگیا تو آپ وہیں کیوں نہیں چلے جاتے۔ وہیں جا کر عید کرلو یہاں لوگوں کو پریشان خاصکر مولویوں کی ناک میں دم نہ کرو اور آج کل بڑے بڑے شہروں میں حکومت کے چمچے سرکاری مولوی بھی بہت ہیں وہ احکام شرع کو پیش نظر رکھ کر فتوے نہیں دیتے بلکہ حکومت کے نمائندے اعلیٰ افسران ان سے جب جو چاہتے ہیں لکھوا لیتے ہیں خدائے تعالیٰ ان سرکاری مولویوں کے فتنے سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔

وہ شخص کہ قد جس کا ان سب میں بڑا تھا
دیکھا تو وہ ہی غیر کے قدموں میں پڑا تھا

عید سے متعلق کچھ باتیں

عید اسلامی تیوہار ہے اور اس دن قدرتی طور پر ہر مسلمان کو فطری خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ اس نے بنام اسلام مسلمانوں کو جو مذہب عطا فرمایا اس میں انسانی فطرت کے تقاضوں سے محروم نہیں رکھا گیا خوشی منانا خوش

رہنا انسانی فطرت ہے بلکہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مومن مومن سے مسکرا کر ہنس مکھ چہرے کے ساتھ ملاقات کرتا ہے تو اس میں بھی اس کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

اور عید ایک ایسا تیوہار ہے کہ اس میں بستی سے باہر جا کر کھلے آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی ہوتی ہے اور تیوہار کی خوشی بھی۔ حدیث میں آیا ہے کہ رمضان کے روزے رکھ کر کچھ بندگان خدا عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں اور وہ جب گھروں کو لوٹتے ہی اس سے پہلے ان کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور ان کی بخشش اور مغفرت کا اعلان فرشتوں میں کر دیا جاتا ہے۔

عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے لیکن مسجد میں بھی جائز ہے عید کے دن مسواک کرنا، غسل کرنا، خوشبو لگانا، عیدگاہ کو ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا سنت رسول ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیدگاہ کو جائیں تو یہ ذکر کرتے ہوئے جائیں اور یہی پڑھتے ہوئے آئیں

الـلّٰـہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد

اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اور اللہ ہی کے لئے ساری تعریفیں ہیں۔

عید کے دن لوگوں سے خوش ہو کر کھلے چہرے سے ملنا چاہیے اگر کوئی غم بھی ہو تو اس کو چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیں۔

عید الفطر کی نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ کھا پی لیں خاص کر کوئی میٹھی چیز اور اگر چند چھوارے یا کھجوریں کھا لی جائیں تو یہ سب سے بہتر افضل اور سنت ہے۔

عید الفطر کی نماز سے پہلے صدقہ فطر نکالنا ہر صاحب نصاب پر اپنی اور اپنے عیال میں سے ہر ایک کی طرف سے واجب ہے جس کی مقدار زیادہ صحیح تحقیق کے مطابق

۲ رکلو ۴۵ گرام گیہوں یا ان کی قیمت کے پیسے یا کوئی اور جنس۔

جب عید گاہ مسجد میں عید کی نماز پڑھنے جائیں تو عید کی نماز سے پہلے وہاں کوئی اور نماز نہ پڑھیں یہ غلط ہے حدیث پاک میں اسے منع کیا گیا ہے خواہ وہ کوئی قضا نماز ہو یا نفل۔

مسجدوں اور عیدگاہوں میں بھیک مانگنے والوں اپنی ذات کے لئے سوال کرنے والوں کو نہ آنے دیں اور نہ انہیں صفوں میں گھومنے دیں اور نہ ہی کسی بھکاری کو بھیک کا اعلان کرنے دیں۔ دینی تحریکوں اور ان کے چندوں اور تقریروں کی بھی ایک حد ہونا چاہیے عیدگاہوں میں ان کی زیادتی اچھی نہیں ایسا نہ ہو کہ نمازِ عید کم ضروری اور یہ کام زیادہ ضروری ہو کر رہ جائیں جو جگہ جس کام کے لئے بنی ہے وہاں زیادہ زور دھیان اور توجہ اسی کام کی طرف ہونا چاہیے اور عوام کو اتنی زیادہ دیر نہیں روکنا چاہیے کہ وہ پریشان ہو جائیں یا لوگوں کو دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت پڑنے لگے عید کی نماز کے بعد امام کے لئے خطبہ دینا اور نمازیوں کو اس کا سننا سنت ہے لیکن اس میں بھی اختصار ہی ہونا چاہیے زیادہ لمبا خطبہ نہ پڑھا جائے خطبے کے بعد مختصر دعا مانگنا بھی جائز و مستحب ہے عید کی نماز کے بعد مسلمان آپس میں مصافے و معانقے کرتے ہیں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔ جو لوگ اسے ناجائز و بدعت کہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

یہ فیشن ہے یا پاگلپن

عید کے دن خدائے تعالیٰ دے تو اچھے عمدہ صاف ستھرے یا نئے کپڑے پہننا مستحب ہے لیکن موجودہ دور کے فیشنیبل کپڑوں سے بچنا ضروری ہے افسوس کی بات ہے کہ عید ایک خالص اسلامی تیوہار ہے لیکن اس کے لئے بھی آج کے نوجوان

لڑکے لڑکیاں ایسے فیشنیبل کپڑے بناتے ہیں کہ جن سے بے حیائی اور بے شرمی کا اظہار ہوتا ہے پتہ نہیں اس مسلمان کو کیا ہو گیا کہ ... اب ... ب کو بھی اپنے دنیوی شوق پورے کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہے۔

اور آج کا فیشن پاگلپن سے زیادہ نہیں۔ عجیب عجیب طرح کے کپڑے پہنے جاتے ہیں نہ جانے کیسی کیسی پینٹیں شرٹیں اور بنیانیں چل پڑی ہیں پینٹوں کا تو یہ حال ہے کہ انکا کوئی حساب سمجھ میں نہیں آتا کہیں ڈھیلی کہیں ٹائٹ ان میں بے تکی عجیب عجیب طرح کی جیبیں کبھی کہیں اور کبھی کہیں لگائی جاتی ہے نیچی اتنی کہ سڑک پر خوب جھاڑو لگ رہی ہے کہیں پیوند سے لٹک رہے ہیں بعض پینٹوں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ پھٹ گئی ہے جگہ جگہ ٹکڑے نوالے اور پیوند لگا کر جگاڑ بازی کر لی گئی ہے مگر فیشن کے نام پر سب ہضم ہے کتنا ہی برا بے ڈھنگا کپڑا ہے لیکن اگر فیشن میں آ گیا تو سب صحیح ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ دنیادار یہاں تک کہ غیر مسلموں میں بھی جو ذمے دار قسم کے لوگ ہوتے ہیں اعلیٰ افسران یا پونجی پتی لوگ پینٹیں شرٹیں بھی پہنتے ہیں لیکن وہ ذرا ڈھنگ کی ہوتی ہیں نہ بے تکی نیچی نہ بے ڈھنگی نہ بہت ٹائٹ نہ پھندنے لٹکتی نہ گھٹنوں میں جیبوں والی اس سے ظاہر ہوا کہ فیشن ایک ہلکا پن ہے اور اپنے غیر ذمے دار ہونے کا اظہار اور زیادہ فیشن میں رنگے ہوئے لڑکیاں اور لڑکے اپنی ویلو گراتے ہیں اور لوگوں کی نظر میں ہلکے ہوتے ہیں یہ پاگلپن نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ دین کے بھی خلاف اور دنیا میں بھی کوئی ویلو نہیں لچے لفنگے اور ہلکے اور غیر ذمے دار کہلائے جا رہے ہیں۔

حکومت کے ذمہ دار لوگ بھی بے وقوفی کا شکار ہیں غنڈہ گردی چھیڑ خانی روکنے کے لئے ابھیان چلا رہے ہیں لیکن فیشنیبل لڑکیوں کو اپنے جسموں کی نمائش کرتے ہوئے سڑکوں بازاروں میں گھومنے پھرنے پر کوئی پابندی نہیں لگا رہے ہیں یہ سب غنڈہ گردی اور لڑکیوں عورتوں سے چھیڑ خانی کبھی نہیں روک پائنگے انھیں چاہیے کہ یہ قانون بھی بنائیں کہ کوئی لڑکی گھر سے بے سخت ضرورت نہ نکلے اور نکلے تو ذرا سنبھال کر اور فیشن میں رنگی ہوئی اور اپنے جسم کی نمائش کرتی ہوئی نہ نکلے۔

میں پوچھتا ہوں آخر ننگے جسم لے کر گھروں سے نکلے اور گھومنے کا مطلب کیا ہے یہی نہ کہ دنیا کے سب لوگ ہمیں دیکھیں اور ہمارے جسم کا کوئی حصہ کسی سے چھپا نہ رہ جائے تو آپ جب خود ہی دعوت نظارہ دے رہی ہیں تو صرف من چلوں کے خلاف قانون بنانے سے کیا ہوگا یہ عجیب بات ہے کہ پیٹرول کے ٹینک میں چراغ اور موم بتیاں جلائی جائیں اور پھر آگ لگنے سے روکنے کے لئے قانون بنائے جائیں۔

عید کے دن شیطانی تحفے

رمضان کا مہینہ ختم ہونے کو ہے عید قریب آرہی ہے شہر میں اعلان ہو رہا ہے دیواروں پر پوسٹر چپکائے جا رہے ہیں عید کے دن کا خاص تحفہ، فلانی اسپیشل پکچر فلاں ہال میں لگ رہی ہے بکنگ جاری ہے جلدی کیجئے اور ہزاروں مسلمان لڑکے لڑکیاں نماز ہوتے ہی تھیٹروں اور سنیما ہالوں میں گھس گئے یا گھروں میں ٹی وی کھول کر بیٹھ گئے یہ عید منائی جارہی ہے۔ لگتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ کیا دیں گے یہ خود ہی اس دھوکے میں ہیں اور شیطان کا کہنا ماننے والے کبھی نفع میں نہیں رہتے یہ خدائی دین کے ساتھ کھلواڑ کرنے والے یہ اسلامی تیوہاروں کی آڑ میں فلمیں دیکھنے اور دکھانے

والے خدائی پکڑ سے نکل نہیں سکیں گے اور موت سے پنجہ چھڑا کر بھاگ نہیں پائینگے۔اب جوکرسکو وہ کرلولیکن خوب اچھی طرح جان لواللہ تعالیٰ کو رلاتے دیر نہیں لگتی پلک جھپکنے میں کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے ذرا سی دیر میں آنکھوں کے سامنے اندھیرے چھا جاتے ہیں جہاں قہقہے اور ٹھٹھے لگ رہے تھے وہاں چیخیں نکل جاتی ہیں اور اللہ جو چاہے وہ کرسکتا ہے اس کی پکڑ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے۔

الوداع کا بیان

جمعۃ الوداع رمضان شریف کے آخری جمعے کو کہنے لگے ہیں یہ کوئی اسلامی تیوہار نہیں ہے۔ رمضان کے دوسرے جمعوں کی طرح یہ بھی صرف ایک جمعہ ہے۔قرآن وحدیث میں اس کی الگ سے کوئی خصوصیت یا فضیلت نہیں آئی ہے۔ چونکہ یہ رمضان شریف کا آخری جمعہ ہے۔ الوادع کے معنی رخصتی کے ہیں یعنی اب رمضان کا مہینہ رخصت ہونے والا ہے، اس لئے اس کو جمعۃ الوداع کہنے لگے۔آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بہتر یہ ہے کہ اس دن کوئی ایسا کام یا ایسی بات نہ کی جائے، جس سے لوگ اس جمعے کی الگ سے کوئی خصوصیت سمجھیں۔اعلیحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ رضویہ جدید، جلد ۸، صفحہ ۴۵۵ پر یہی لکھا ہے۔الوداع نہ کہہ کر صرف اس کو جمعے کا نام ہی دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے اور اس کے خطبے میں وہی پڑھنا فرض یا واجب ہے یا سنت ہے جو دوسرے جمعوں کے خطبے میں ہے۔ کسی سال ایسا ہوتا ہے کہ رمضان کی ۳۰ ر تاریخ جمعہ کے دن پڑ رہی ہو تو کافی لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ الوداع کونسا جمعہ ہوگا؟ کیونکہ اگر چاند ۲۹ ر کو ہو گیا تو وہ جمعہ تو رمضان سے آگے ہو جائے گا۔ اس طرح کا سوال پوچھنے والے سب ان پڑھ، بے علم لوگ ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں جب اس جمعہ کی کوئی خصوصیت اسلام میں ہے ہی نہیں تو اس کے بارے میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے؟

एक हक़ीक़त

नियाज़ व फातेहा, उर्स व मीलाद, तीजे दसवें, बीसवें, चालीसवें,छ:माही और बरसी करना, ग्यारहवीं और बारहवें शरीफ वग़ैरह मनाना और जुलूस निकालना अज़ान वग़ैरह में हुजूर का नाम सुन कर अँगूठा चूमना, दफ़्न के बाद क़बर पर अज़ान पढ़ना, मस्जिद में अज़ान के बाद सलात् पढ़ना, हर नमाज़ के बाद मदीने शरीफ की तरफ मुँह करके खड़े होकर हाथ बाँध कर आहिस्ता आहिस्ता सलात् पढ़ना, दरगाहों ,मज़ारों पर हाज़िरी देना, मज़हबे इस्लाम में अहले सुन्नत व अलजमाअ्त के नज़दीक यह सब कारे ख़ैर हैं। अक़ीदत व मुहब्बत वाले जाइज़ मुस्तहब और अच्छे काम हैं लेकिन शरअन फर्ज़ वाजिब नहीं। कोई न भी करे तो गुनहगार नहीं। हाँ जो इन्हें बुरा कहे इन से रोके, मना करे इन्हे नाजाइज़ कहे वह यक़ीनन बड़ा गुनहगार बल्कि गुमराह है, बुजुर्गों के ज़िक्र से चिढ़ने वाला है।

ISLAMI KUTUB KHANA

POST DHAUNRA, DIST. BAREILLY (U.P.)
PIN : 243204 - MOBILE : 9319295813

Rs. 20/=